حضرت علامہ غلام احمد اخگر امرتسری

- حالاتِ زندگی
- ردِ قادیانیت

حالات زندگی:

حضرت علامہ غلام احمد اخگر بن لعل محمد کی ولادت ۱۸۶۴ء بمطابق ۱۲۸۱ھ میں امرتسر (مشرقی پنجاب، بھارت) کے ایک کشمیری بٹ گھرانے میں ہوئی۔ آپ بہت بڑے عالم دین، واعظ، مناظر اور ولی اللہ تھے۔ آپ نے ۱۹۰۶ء میں امیر ملت سے بیعت کی سعادت پائی اور ۱۹۱۴ء میں امیر ملت نے خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ آپ اخبار اہل فقہ کے ایڈیٹر تھے۔ آپ بڑے عابد وزاہد اور شب زندہ دار بزرگ تھے۔

حضرت مولانا غلام احمد اخگر اکثر حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کے تبلیغی دوروں میں ہمراہ رہتے تھے۔ جلسوں میں تقریریں کرتے اور اپنے مواعظ حسنہ سے خلق خدا کو فیض یاب کرتے تھے۔ بہت لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے۔ امرتسر سے ایک اخبار بنام "اہل فقہ" جاری کیا۔

آپ حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کے محبوب اور جاں نثار خلفاء میں سے تھے۔ امرتسر میں جماعت اہلحدیث کا اخبار "اہلحدیث" حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کی شان میں گستاخی کرتا رہتا تھا۔ حضرت مولانا غلام احمد اخگر اور مولانا پیر خیر شاہ امرتسری (متوفی ۱۹۲۰ء) ہفت روزہ "الفقیہ" میں مفصل اور مدلل جوابات شائع فرماتے رہتے تھے اور علماء اہلحدیث کو قائل کرتے تھے۔

اہلحدیث جماعت کے سرگروہ مولوی ثناء اللہ امرتسری (۱۸۶۸ء-۱۹۴۸ء) سے بھی دونوں حضرات کے اکثر وبیشتر مناظرے ہوتے رہے جن میں فتح وکامرانی ان کے قدم

چومتی رہی۔ حضرت امیر ملت قدس سرہ اکثر ہدایت فرماتے کہ ''جواب جاہلاں باشد خاموشی''۔ مگر ان دونوں حضرت کی دینی حمیت اور شیخ کی محبت وحمایت ان کو مجبور کرتی تھی کہ مخالفین کے چیلنج کا جواب دیں اور کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ دیں کہ وہ میدان سے ہٹ گئے۔

فتنہ ارتداد کی سرکوبی کے لئے آپ نے اپنی علالت کی پروا کئے بغیر عرصہ تک آگرہ میں شاندار خدمات انجام دیں۔ ۲۱ مئی ۱۹۲۳ء کو حضرت امیر ملت قدس سرہ نے پندرہ افراد پر مشتمل جو پہلا وفد آگرہ بھیجا تھا اس میں آپ کو امیر مقرر کیا گیا تھا۔ شب و روز کام کرنے کی وجہ سے آپ کی علالت خطرناک صورت اختیار کرگئی تو آپ واپس آگئے اور آپ کی جگہ قاضی حفیظ الدین رہتکی (۱۸۷۱ء-۱۹۳۴ء) کو امیر وفد مقرر کیا گیا۔

حضرت مولانا غلام احمد اخگر کو شعر و شاعری کا بھی خاصا ذوق تھا۔ آپ اخگر تخلص فرماتے۔ آپ کی شاعری زیادہ تر نعتیہ مضامین پر مشتمل تھی۔ آپ نے اپنے پیر و مرشد کا شجرہ طریقت بھی لکھا جس کا ہر شعر آپ کے عشق و محبت کی منہ بولتی تصویر ہے۔ آپ کو فن تاریخ پر بھی مہارت تامہ حاصل تھی۔ بہت سے بزرگوں کے وصال پر قطعات تاریخ وفات کہے بالخصوص مولانا پیر غلام رسول قاسمی امرتسری (متوفی ۱۹۰۲ء) اور امام احمد رضا خان فاضل بریلوی (۱۹۲۱ء) کے قطعات تاریخ بھی کہے۔

حضرت مولانا غلام احمد اخگر نے نثر میں بھی کافی کتابیں لکھی ہیں۔ آپ کی تصانیف میں ''مرزائیت کا جنازہ'' اور ''اہلحدیث اور اہلسنّت'' یادگار ہیں۔ آپ مذاہب باطلہ بالخصوص مرزائیت کے مقابلے میں شمشیر برہنہ تھے۔

رد قادیانیت:

رد قادیانیت کے موضوع پر آپ کا ایک رسالہ ''مرزا کی دھوکے بازیاں'' کے عنوان سے اخبار الفقیہ میں شائع ہوا ہے۔ ادارہ اس رسالے کو **عقیدہ ختم نبوت** کی تیرہویں جلد میں شامل کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

آپ کی وفات ۱۵ اگست ۱۹۲۷ء/۱۶ صفر المظفر بروز پیر چھ سات سال کی طویل علالت کے بعد ہوئی۔ آپ کی نماز جنازہ مولانا پیر غلام مصطفی قاسمی امرتسری (متوفی ۱۹۳۳ء) نے پڑھائی۔ بہت سے اخبار و رسائل نے آپ کی رحلت پر اداریے لکھے۔ انجمن نعمانیہ ہند لاہور کے ماہواری رسالہ بابت جولائی اگست ۱۹۲۷ء نے صفحہ ۲۰ پر یوں لکھا:

موت العالم موت العالَم

حضرت مولوی غلام احمد صاحب المتخلص بہ اخگر کی خبر وفات اخبار میں پڑھ کر سخت رنج و ملال ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ اہلسنّت و جماعت کو سخت نقصان پہنچا۔ رضینا بقضاء اللہ. انا للہ و انا الیہ راجعون.

علامہ صاحب مرحوم واقعی امرتسر میں حنفیوں کی طرف سے ایک لائق و عمدہ مباحث اور مناظر تھے جس سے وہابیہ اور مرزائیہ کی روح کانپتی تھی۔ ایسے دندان شکن جوابات تحریر فرمایا کرتے تھے کہ فریق مخاصم کو جواب کی گنجائش نہ رہتی تھی۔ غالباً ایسے غیر عاقبت اندیش مخالفین کو تو کسی قدر راحت ہوئی ہوگی جو شیخ سعدی علیہ الرحمہ کی اس قیمتی نصیحت پر بھی ایمان نہ رکھتے ہوں۔

اے دوست بر جنازۂ دشمن چو بگذری

شادی مکن کہ بر تو ہمیں ماجرا رود

علامہ صاحب مرحوم باوجود کئی سال سے سخت مصائب و آلام میں مبتلا رہنے کے علالت کی حالت میں بھی مخالفین کی تردید میں نہایت مدلل و مبرہن مضامین لکھتے رہے اور مباحثہ اور مناظرہ کیلئے بھی سفر کی تکالیف برداشت کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں قبول فرمائے اور معاد میں مدارج علیا عطا فرمائے۔

ماخوذ از

سیرت امیر ملت جلد دوم،

جوہر ملت سید اختر حسین علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

مرزائیوں کی دھوکے بازیاں
اور
ان کا جواب

(مطبوعہ اخبار اہل فقہ امرتسر 3 فروری 1913ء)

(سنِ تصنیف: 1331ھ بمطابق 1911ء)

تصنیفِ لطیف

حضرت علامہ غلام احمد اخگر امرتسری

مرزائیوں کی دھوکے بازیاں اوران کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدا وشاکرا للہ العزیز الحکیم

مصلیا ومسلما علی رسولہ الکریم

ناظرین پر پوشیدہ نہیں کہ اہل سنت وجماعت وگروہ مرزائیہ میں حیات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ مدت سے زیر بحث ہے۔ علمائے اسلام نے مرزائیوں کے دعاوی کے جوابات دیئے۔ مگر آج تک ان کو یہ حوصلہ نہ ہوا کہ علمائے اسلام کی تحریروں کا جواب دے سکیں۔ پھر بھی وہ اگر کچھ کرتے ہیں تو یہ کہ کسی وقت انہیں مضامین کو دہرادیتے ہیں۔ جو مرزا صاحب لکھ گئے۔ اور علمائے اسلام نے ان کا دندان شکن جواب دیدیا۔

اس مسئلہ کے متعلق ایک مضمون قابل مطالعہ ناظرین درج اخبار اہل فقہ ہونے والا تھا۔ اگرچہ مضمون مختصر ہے لیکن میں نے مناسب سمجھا کہ اس کو بھی بصورت رسالہ اخبار کے ہمراہ چھاپا جائے تاکہ ناظرین اس کو محفوظ رکھ سکیں۔ چنانچہ یہ مضمون آپ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ آپ غور سے مطالعہ فرمائیں گے۔

الراجی الی رحمۃ ربہ الاحد

غلام احمد

عافاہ اللہ وایدہ مدیر اہل فقہ امرتسر

شروع مضمون

اس میں کوئی شک اور شبہ نہیں ہے۔ اور یہ حق الامر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت تک زندہ آسمان پر موجود ہیں جیسا کہ اہل اسلام اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔ اور قرآن شریف اور احادیث و دیگر کتب تاریخ وسیر میں اسی طرح درج ہے۔ پہلے مرزا صاحب اور اب مرزائی اپنا گلا پھاڑ پھاڑ کر چلاتے ہیں، روتے ہیں، چیختے ہیں، آئے دن اسی پر مر رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ حالانکہ مسلمانوں کے عقائد کے مطابق علاوہ حضرت مسیح ابن مریم علیہما السلام کے تین پیغمبران علیہم السلام اور بھی زندہ اس وقت موجود ہیں۔ دو آسمان پر اور دو زمین پر۔ آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام اور زمین پر حضرت خضر علیہ السلام اور دوسرے حضرت الیاس علیہ السلام، یہ سن کر مرزائی لوگ اور بھی یتخبطه الشیطن من المس کی صورت پر ہو جائیں گے۔ ان ہر چہار پیغمبران علیہم السلام کی حیات الی الآن کی تائید میں اخیر میں ان شاء اللہ تعالیٰ لکھا جائے گا۔ لیکن آج ہم مرزائیوں کے ایک اشتہار کی دھوکے بازیاں پیش کرتے ہیں۔ امید ہے کہ ناظرین بغور ملاحظہ فرمائیں گے۔ وہ یوں ہے۔ ہم نے ایک دو ورقہ اشتہار سرخ رنگ کے کاغذ پر حضرت مسیح کی وفات کے متعلق قاضی فضل کریم مرزائی سکنہ لنڈہ بازار لاہور کا دیکھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ قاضی جی دھوکے بازیوں میں اچھی مہارت رکھتے ہیں۔ پہلے تو آپ نے آیات لکھی ہیں۔ یہ وہی آیات ہیں جو مرزاجی نے پہلے اپنے ''ازالہ اوہام'' میں لکھی تھیں۔ مرزاجی سے بڑھ کر پانچ آیات زیادہ لکھ دی ہیں۔ تا کہ اپنے پیغمبر سے بڑھ کر رہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ان کے جوابات بیسیوں دفعہ علمائے کرام اہل سنت

و جماعت کی طرف سے ہو چکے ہیں۔ آپ نے ان کو دیکھنے کی محنت گوارا نہیں کی۔ اگر صرف کتاب غایت المرام حصہ دوم مؤلفہ قاضی محمد سلیمان صاحب افسر سررشتہ تعلیم ریاست پٹیالہ یا کتاب شہادت القرآن مؤلفہ مولوی حافظ محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کی دیکھ پاتی۔ تو ایسے لکھنے کی جرأت نہ ہوتی۔ مگر جب عمداً دھوکا دینا مقصود ہو تو کیوں ایسا کیا جائے۔ قاضی جی نے آیت کے لکھنے کی بغرض دھوکا دہی کی کوشش کی۔ حالانکہ ایک آیت بھی صریح طور پر وفات حضرت مسیح علیہ السلام پر دلالت نہیں کرتی۔ اس پر بھی تاویلات رکیکہ بے معنی کر کے خلاف اجماع اہلسنت و جماعت وفات مسیح علیہ السلام پر زور دیا جاتا ہے۔

اس اشتہار کی وجہ صرف رسالہ بنام [1] ذوالفقار علی (برگردن) خاطی مرزائی فرزند علی ہے۔ جو ابھی نہایت مدلل عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ حیات مسیح علیہ السلام پر لاہور میں شائع ہوا ہے۔ جواب تو اس کا نہیں ہو سکا۔ یہ اشتہار ہی سہی۔ اب ہم اس اشتہار کے مشتہر کی دھوکے بازیاں دکھلاتے ہیں۔ ازالہ اوہام سے آیات نکال کر درج کر دیا جن کے جوابات عرصہ سے کئی بار ہو چکے ہوئے ہیں۔ پہلا دھوکا ہے۔ دس دھوکے شمار میں ہوں گے۔ جس سے مشتہر کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

دوسرا دھوکا

قولہ: ماسوا اس کے حدیث کی رو سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فوت ہو جانا ثابت ہے۔ چنانچہ (تفسیر معالم کے صفحہ ۱۶۲) میں زیر تفسیر آیت ﴿یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ﴾ لکھا ہے کہ علی ابن طلحہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ اس آیت کے یہ معنی ہیں۔ کہ انی متوفیک یعنی میں تجھ کو مارنے والا ہوں۔ (ازالہ صفحہ ۲۰، کالم دوم، سطر ۲۳)

[1] یہ رسالہ میر امیر بخش صاحب کتب فروش لاہور کشمیری بازار سے بقیمت ۲ مل سکتا ہے۔

اقول:۔ ناظرین کو معلوم ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کی خود تفسیر عباسی موجود ہے جس کی روایت کو تفسیر معالم کے حوالہ سے درج کیا جاتا ہے۔ لازم تھا کہ تفسیر عباسی کے حوالہ سے لکھا جاتا مگر جب دھوکا دینا ہی مراد ہے۔ تو مرزائی صاحب ایسا کیوں کرتے لیجئے ہم حضرت ابن عباسؓ کے معنی جو انہوں نے ممیتک کے کئے ہیں، دکھلاتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ متوفیک ورافعک علی التقدیم[1] والتاخیر وقد یکون الوفاۃ قبضاً لیس بموت۔ (بالفاظہ حدیث شریف کی لغت اور شرح مسلم، معتبرہ مرزائیاں مجمع البحار، جلد ۵ ص ۷۵) یعنی حضرت ابن عباسؓ جو ممیتک کے قائل ہیں۔ تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات الی الآن کے منکر نہیں ہیں۔ بلکہ وہ حیات الی الآن کے قائل ہیں۔ اس لئے انہوں نے اس آیت کو تقدیم وتاخیر لکھا ہے۔ معنی یوں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے عیسیٰ میں تجھ کو اپنی طرف اسی جسم عنصری کے ساتھ اٹھانے والا ہوں۔ اور پھر بعد نزول از آسمان مارنے والا ہوں۔ اصل عبارت تفسیر معالم کی یہ ہے۔ ’’ان فی ھذا الایۃ تقدیماً وتاخیراً معناہ ای رافعک الی ومطھرک من الذین کفروا ومتوفیک بعد

---

[1] حکیم نورالدین صاحب نے امرتسر میں بوقت مباحثہ آتھم دوران گفتگو کے عام کہا تھا۔ کہ ہم تقدیم وتاخیر کے قائل نہیں۔ اور نہیں چاہتے کہ جس چیز کو خدا نے مقدم کیا ہے اس کو مؤخر سمجھیں۔ لیکن یہاں کی زبردستی ہے کیونکہ عام قاعدہ نحوی ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ میں ضروری نہیں کہ مقدم مقدم ہو اور مؤخر مؤخر۔ اگر حکیم صاحب اس قاعدہ کو مانتے ہوں تو قرآن شریف کی اس آیت میں تقدیم وتاخیر کو اسی طرح قائم رکھ کر جس طرح کہ قرآن شریف میں مذکور ہے قائم رکھ کر بتا دیں۔ سورہ مریم میں حضرت عیسیٰ کے قصہ کے بعد اور انبیاء کا قصہ ہے۔ کیا حضرت عیسیٰ ان انبیاء سے پہلے تھے۔ اور سورہ انعام کے رکوع میں انبیاء کا ذکر اس ترتیب سے ہے۔ ابراہیم، اسحاق، یعقوب، اور نوح، داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ، ہارون، زکریا، یحییٰ، عیسیٰ، الیاس، اسمٰعیل، الیسع، یونس، لوط علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔ اگر حکیم صاحب نہیں چاہتے کہ جس کو خدا نے مقدم کیا اس کو مؤخر کریں۔ اور جس کو خدا نے مؤخر کیا اس کو مقدم کریں۔ تو فرمادیں کہ انبیاء اسی ترتیب سے دنیا میں مبعوث ہوئے۔ (ایڈیٹر)

انزالک من السماء‘‘ یعنی اس آیت میں تقدیم وتاخیر ہے۔ اور معنی اس کے یوں ہیں۔ کہ میں تجھ کو اپنی طرف اوپر کو اٹھانے والا ہوں۔ اور کفار سے صاف بچانے والا ہوں۔ اور پھر آسمان سے اتارنے کے بعد ماروں گا۔

حضرت ابن عباسؓ نے بہت سی آیات کو تقدیم وتاخیر فرمایا ہے۔ اس کے لئے تفسیر اتقان کو دیکھنا چاہئے۔ ان کے لکھنے کی یہاں ضرورت اور گنجائش نہیں۔ دھوکے باز کو یہ عبارت معالم میں نظر نہ آئی۔ افسوس۔

تیسرا دھوکا

قولہ:۔ حضرت ابن عباس کا اعتقاد یہی تھا۔ کہ حضرت عیسیٰ فوت ہوچکے ہیں۔

(ازالہ ص۲۴۷ کالم دوم سطر ۳۰)

اقول:۔ واہ رے تیری دھوکے بازی! حضرت ابن عباسؓ کے اعتقاد کو اوپر دوسرے دھوکے میں بھی نقل کر دیا گیا ہے۔ لیکن اور لیجئے۔ آیت شریف ﴿وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ﴾ کے نیچے یوں لکھا ہے۔

الف:۔ وبھذا جزم ابن عباس فیما رواہ ابن جریر عن طریق سعید ابن جبیر عنہ باسناد صحیح ومن طریق ابی رجا عن الحسن قال قبل موت عیسیٰ واللہ انہ الان لحی ولکن اذا نزل امنوا بہ اجمعون ونقلہ عن اکثر اھل العلم۔ (بالفاظہ فتح الباری، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

یعنی حضرت ابن عباسؓ نے اسی پر جزم کیا ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن جریر نے سعید ابن جبیر کے طریق پر ان سے باسناد صحیح روایت کی ہے۔ اور ابن رجا کے طریق پر حضرت حسن بصریؓ نے روایت کی ہے۔ کہا ہے عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے۔ قسم

ہے خدا کی وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) اب تک زندہ ہیں۔ لیکن جب وہ آسمان سے نازل ہوں گے اس وقت سب اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آویں گے۔ اور اس بات کو اکثر اہل علم سے نقل کیا ہے۔

ب:۔ای وان من اهل الكتب الا ليومنن بعيسىٰ قبل موت عيسىٰ وهم اهل الكتب الذين يكونون فی زمانه فتكون الملة واحدة وهی ملة الاسلام وبهذا جزم ابن عباس فيما رواه ابن جرير من طريق سعيد ابن جرير عنه باسناد صحيح ۔ (بلفظہ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری)

یعنی کوئی اہل کتاب میں سے نہ ہوگا۔ مگر البتہ ایمان لے آئے گا ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے۔ اور وہ اہل کتاب وہ ہوں گے جو آپ کے زمانہ (وقت نزول) میں ہوں گے۔ پس صرف ایک ہی مذہب اسلام باقی رہ جائے گا۔ اسی پر حضرت ابن عباس نے جزم کیا ہے۔......الخ

ج:۔عن ابن عباس ان رهطا من اليهود سبوه وامر فدعا عليهم فمسخهم قردة وخنازير فاجمعت اليهود على قتله فاصبره الله بانه يرفعه الله الى السماء ويظهره من صحبة اليهود ۔ (بلفظہ صحیح نسائی)

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ یہود بے بہبود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دشنام دہی کی۔ تو ان پر حضرت نے بددعا کی وہ بندر اور سؤر بن گئے۔ تب یہود نے حضرت موصوف علیہ السلام کے قتل کرنے پر اجتماع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو صبر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اٹھالیا۔ اور یہود کی صحبت سے پاک کر دیا۔ لیجئے دھوکے باز کے لئے اس قدر کافی ہے۔ ورنہ اور بہت سے منقولات ہیں۔ جن سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا مذہب اور

اعتقاد صاف ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی قسم زندہ ہیں۔ اور آسمان پر موجود ہیں۔ قرب قیامت نزول فرمائیں گے۔

چوتھا دھوکا

قولہ:۔ ناظرین پر واضح ہوگا کہ حضرت ابن عباس قرآن کریم کے سمجھنے میں اول نمبر والوں میں سے ہیں۔ اور اس بارے میں ان کے حق میں آنحضرت ﷺ کی ایک دعا بھی ہے۔

(بلفظہ صفحہ ۳۰۲ کالم دوم سطر ۳۱)

اقول:۔ ہم اس بات کو مانتے ہیں۔ اور ہمارا ایمان ہے۔ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ایسے ہی تھے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ اور کئی درجہ بڑھے ہوئے تھے۔ یعنی کئی بار انہوں نے قرآن شریف رسول اکرم ﷺ کو سنایا۔ ہمیشہ آیت آیت پر استفسار کرتے تھے۔ جب تک تسلی اور تحقیق کامل نہ ہوجاتی تھی آگے نہیں پڑھتے تھے۔ حضرت رسول اکرم ﷺ نے ان کے حق میں دعا قرآن فہمی اور تفسیر اور حکمت کی فرمائی تھی۔ آنحضرت ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے۔ دو مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھی دیکھا تھا۔ آپ کا خطاب حبر الامۃ بھی ہے۔ (دیکھو مقدمہ تفسیر ابن کثیر) اب مرزائیوں کو فوراً اس پر ایمان لانا چاہئے۔ اور جو انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت فرمایا ہے۔ اس کو حرز جاں بنانا چاہئے۔ لیکن مرزائیوں کا اس پر بھی ایمان نہیں۔ یہ محض دھوکا ہی دھوکا ہے۔ اسی وجہ سے پہلے ان کی تعریف کرتے ہیں۔ جب ان کو مخالف پاتے ہیں تو گالیاں دینے لگ جاتے ہیں۔ یعنی جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ متوفیک کے معنی ممیتک کا کرتے ہیں تو ان کی تعریف کرتے ہیں۔ اور جب اس آیت کو تقدیم وتاخیر فرما کر حیات مسیح علیہ السلام الی الآن کی تصدیق فرماتے ہیں تو گالیاں دینے لگ جاتے ہیں۔ دیکھو مرزاجی کا ازالہ اوہام اس میں مرزاصاحب اس طرح پر روشنی

کرتے ہیں۔ وھو ھذا۔

لیکن حال کے متعصب ملا جس کو یہودیوں کی طرز پر یحرفون الکلم عن مواضعہ کی عادت ہے۔ اور جو ابن مریم کی حیات ثابت کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں۔ اور کلام الٰہی کی تحریف اور تبدیل پر کمر باندھ لی ہے...... کہتے ہیں...... بلکہ دراصل فقرہ ”انی متوفیک“ مؤخر اور ”رافعک الیّ“ مقدم ہے۔ بلکہ بباعث دخل انسانی اور صریح تغییر اور تبدیل وتحریف کے اسی محرف کا کلام متصور ہوں گے۔ جس نے بے حیائی اور شوخی کی راہ سے ایسی تحریف کی ہے۔ اور کچھ شبہ نہیں کہ ایسی کاروائی سراسر الحاد اور صریح بے ایمانی میں داخل ہوگی۔ (ملخصاً مرزاجی کا ازالہ اوہام طبع ثانی کا صفحہ ۳۶۶)

ناظرین خیال فرمائیں۔ یہ وہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں جن کی تعریف مرزاجی نے اپنے ازالہ میں اور مرزائی مشتہر نے اس اشتہار میں دھوکا دینے کی غرض سے کی تھی اور مرزاجی انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی نسبت جن کا مذہب تقدیم وتاخیر آیت شریف میں ہے۔ اس قسم کی گالیاں نقل کفر کفر نباشد دیتے ہیں۔ ”متعصب ملا یہودی تحریف کرنے والا بے حیا، شوخ، ملحد، بے ایمان، العیاذ باللہ“۔

مرزائیو! خدا تم کو ان دھوکوں اور گالیوں کا بدلہ دے۔ بدلہ مل چکا۔ ایمان سے خارج ہوگئے۔ استغفر اللہ۔

تعجب! مرزائی لوگ متوفیک کے معنوں پر کیوں اس قدر دیگر اقوال کو پیش کرتے ہیں۔ جو صریح مخالف ہیں۔ اور کیوں بار بار دھوکے دیتے ہیں۔ کیوں اپنے پیغمبر مرزاصاحب اور ان کے خلیفہ نورالدین کے دستاویزات کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ جن میں کوئی حجت نہیں ہوسکتی۔ اور خلیفہ صاحب مرزائیوں کو سمجھاتے نہیں۔ کہ تم متوفیک کے وہ

معنی کرو جو مرزاصاحب نے براہین احمدیہ میں کئے ہیں۔ یا جو میں نے تصدیق براہین احمدیہ میں کئے ہیں۔ وہ کیا ہیں؟ ”میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا“۔ (براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۹) ”اور میں لینے والا ہوں تم کو“۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۸) مگر اس پر زیادہ تعجب یہ ہے کہ مرزاجی اور ان کے خلیفہ بھی اب ان معنوں پر ایمان نہیں رکھتے۔ کہیں تو کیا کہیں؟ کریں تو کیا کریں؟ یہی دھوکا بازی ہے اور بس۔

پانچواں دھوکا

قولہ: اب ہم دکھاتے ہیں کہ قرآن وحدیث میں رفع کے معنی کیا آئے ہیں۔ ﴿نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّنْ نَّشَآءُ، یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ﴾ وغیرہ...... ہم نے جو کچھ لکھا ہے اس میں یہ ظاہر کیا ہے کہ قرآن میں بھی رفع کے معنی درجے بلند کرنے کے ہیں۔ اور حدیث میں بھی قرب اور درجوں کے بڑھانے کے ہیں۔

(ملخصاً ومنقولاً صفحہ ۳، کالم اول ودوم)

اقول: مطلب اور منشاء اس دھوکے کا یہ ہے کہ قرآن شریف اور احادیث شریف میں لفظ رفع کے معنی صرف درجات کے بڑھانے اور بلند کرنے کے ہیں۔ اور کوئی معنی نہیں ہیں۔ قرآن شریف میں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ﴿وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ﴾ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام یقیناً قتل نہیں کئے گئے۔ بلکہ ان کو خداوند کریم نے اپنی طرف اٹھالیا ہے۔ دھوکا یہ ہے۔ اور الٹے معنی یہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا درجہ اٹھالیا معلوم نہیں۔ اس آیت میں درجہ کا کون سا لفظ ہے۔ جس قدر آیات اور احادیث دھوکا دینے کو نقل کی گئی ہیں۔ ان سب میں لفظ درجہ تو صاف درج ہے۔ لیکن آیت شریف میں کوئی لفظ درجہ کا درج نہیں ہے۔ بلکہ تمام مفسرین جو ان آیات میں آئی

ہیں وہ سب کی سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں۔ اندریں حالت اس آیت شریف کے وہی معنی ہیں۔ جو جمہور مفسرین ومجتہدین ومحدثین ومؤرخین نے کئے ہیں۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے مع جسم آسمان پر اٹھالیا۔

کتب لغت سے رفع کے معنی

اب ہم لفظ رفع کے معنی کتب لغت قرآن وحدیث سے نکال کر پیش کرتے ہیں۔ جس سے دھوکے کی قلعی اور بھی کھل جائے گی۔ اور ناظرین اچھی طرح سمجھ جائیں گے۔

الف: رفع، برداشتن، وھو خلاف الوضع۔ (بحوالہ صراح) یعنی رفع کے معنی اوپر کو اٹھانے کے ہیں۔ خلاف وضع کے اس کے معنی نیچے رکھنے یا لے جانے کے ہیں۔

ب: رفعہ رفعا خلاف خفضہ۔ (بحوالہ مصباح المنیر) رفع کے معنی اوپر اٹھانا ہے خلاف نیچے رکھنے کے۔

ج: رفع، برداشتن وحرکت پیش دادن کلمہ را وقصہ حال خود پیش حاکم بردن وبرداشتن غلہ در ودو وبجز من گاہ آوردن ونزدیک گردانید چیزے را بچیزے۔ (بحوالہ منتخب اللغات)

قرآن شریف سے ''رفع'' کے معنی

الف: قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿وَرَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَی الْعَرْشِ﴾

(سورہ یوسف)

اپنے ماں باپ کو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے تخت پر چڑھا لیا۔ (جب حضرت یوسف علیہ السلام کے ماں باپ ان کو ملنے مصر میں تشریف لے گئے) اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام تخت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے ماں باپ کو تخت پر چڑھالیا۔ اور تخت پر بٹھایا۔ اب غور کرو رفع کے معنوں پر کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے

اپنے ماں باپ کو تخت پر مع روح اور جسم کے بٹھایا تھا۔ نہ کہ مرزائیوں کے عقیدہ کے مطابق صرف زبان سے رفع درجات کو تخت پر چڑھالیا۔ اور اپنے ماں باپ کو تخت کے نیچے ہی بٹھائے رکھا تھا۔

ب: ﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ (سورہ مریم) اور ہم نے اس کو (حضرت ادریس علیہ السلام) بلند عالی مکان پر اٹھالیا۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے آسمان پر اٹھالیا تھا۔ اور وہ بھی آسمان پر اس وقت زندہ ہیں۔ تمام کتب اسلامی میں ایسا ہی لکھا ہے۔ ان کی زندگی کا ثبوت حسب اقرار خاتمہ پر عرض ہوگا۔ فانتظروا۔

حدیث شریف سے ''رفع'' کے معنی

الف: رفع راسه الی السماء، فرفعت راسی الی السماء. (صحیح بخاری، مشکوٰۃ شریف، ص۵۰۷) سورہ کہف میں اس کی قرأت میں ان ہر دو جگہ میں آسمان کی طرف سر اٹھانے کے ہیں۔

ب: من رفع حجراً عن الطریق کتبت له حسنه. (طبرانی) جو کوئی شخص راستہ سے پتھر اٹھائے اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ غور کرو۔ پتھر کو زمین پر سے اوپر اٹھالیا ہے۔ نہ کہ درجات کا اٹھانا۔

ج: من رفع یدیه فی الرکوع فلا صلوٰۃ له. (الحاکم) یعنی جو کوئی رکوع میں ہاتھ اوپر کو اٹھائے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ یہاں ہاتھ اوپر کو اٹھانا ہے۔ درجات کا نہیں۔

د: حضرت رسول اکرم ﷺ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے فرزند فوت ہونے کے وقت کی حدیث میں ہے۔ فرفع الی رسول الله الصبی. (صحیح بخاری، مسلم، مشکوٰۃ شریف، کتاب الجنائز، ص۱۵۰) یعنی حضرت بی بی رضی اللہ عنہا کا وہ فرزند حضرت رسول خدا ﷺ کے

پاس اٹھا کر لا یا گیا۔

سبحان اللہ کیا صاف طور پر رفع کے معنی رفع جسمی احادیث سے ثابت ہے۔ لیکن مرزائیوں کی دھوکے بازیوں پر خیال فرمائیں کہتے ہیں کہ قرآن وحدیث میں رفع کے معنی صرف درجات کے اٹھانے کے ہیں۔ افسوس دھوکے بازی۔

چھٹا دھوکا

قولہ: بالآخر ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ اگر ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اب تک زندہ جانیں۔ تو ان سے کیا نقصان اور ہرج واقعہ ہوتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر حملہ ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت ﷺ فوت ہوگئے اور ایک دوسرا نبی اب تک زندہ ہے۔ (ملفوظ جلد ۲ کالم اول)

اقول: ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اب تک زندہ جاننے میں مرزائیوں کو اس لئے ہرج واقع ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو مسیح بننے کا راستہ نہیں ملتا۔ بندۂ خدا یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے میں آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر حملہ ہوتا ہے۔ یہ محض دھوکا ہے۔ اور مخالفانہ تحریر ہے۔ ورنہ مرزائیوں کا ختم نبوت پر ہرگز ایمان نہیں۔ کیونکہ مرزا جی خود بڑے بڑے زور سے دعویٰ نبوت اور رسالت کا کر چکے ہیں۔ اور ختم نبوت پر سخت حملہ کیا جا چکا ہے اور تمام مرزائی اس پر ایمان لا چکے ہیں۔ مرزا جی کا الہام ہے کہ میں رسول ہوں، اور نبی ہوں۔ بلکہ خدا بھی ہوں۔ ''انت منی و انا منک'' شائع ہو چکا ہے۔ رسول اور نبی بھی کم درجہ کا نہیں۔ بلکہ اولوا العزم پیغمبروں میں سے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں ؎

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو　　اس سے بہتر غلام احمد ہے

پھر کہتے ہیں: ''کہ آنحضرت ﷺ کی وحی نے بھی غلطی کھائی جو باتیں ان کو معلوم نہ ہوئیں وہ مجھ کو معلوم ہوگئیں۔ ان کو دجال، یاجوج، ماجوج، دابۃ الارض، کا پتہ ہی نہیں لگا۔ یہ تمام

حقیقت مجھ پر منکشف ہوئی۔ وغیرہ وغیرہ **لاحول ولا قوۃ**۔ خاک بدہن، اور جو میری رسالت کا منکر ہے وہ کافر ہے''۔ جتنے مسلمان اس وقت اللہ اور رسول ﷺ کو ماننے والے ہیں ان میں بڑے بڑے بزرگ اولیاء اللہ، غوث، قطب، ابدال جو دنیا میں موجود ہیں وہ سب کے سب کافر ہیں۔ کیونکہ انہوں نے مرزا جی کی رسالت ونبوت کا انکار کیا۔ اور ایمان نہیں لائے۔ یہ ہیں ختم نبوت پر حملے۔ العیاذ باللہ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا محض بغرض قتل دجال، اور رونق اسلام قرب قیامت ہوگا۔ جو اس وقت تابع اور امتی اپنی دعا کی مقبولیت کی وجہ سے ہو کر تشریف لائیں گے۔ اس میں کوئی حملہ ختم نبوت پر نہیں ہے یہ صریح دھوکا ہے مرزا جی کا۔ پس ختم نبوت پر مرزا صاحب کا حملہ ہے نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کا۔

ساتواں دھوکا

قولہ: ۲.... عیسائیوں کو خواہ مخواہ فضیلت یسوع پر ایک دلیل مل جاتی ہے۔ کہ ہمارا یسوع زندہ ہے۔ اور تمہارا محمد ﷺ فوت ہو گیا۔ (ملفوظ، صفحہ۴)

اقول: زندہ ہونا یا فوت ہو جانا کسی کی فضیلت کی کوئی دلیل نہ عیسائیاں عتیق کی ہو سکتی ہے نہ عیسائیاں جدید کی۔ اگر یہی صورت ہے تو

الف: مرزا جی چار سال سے (۱۹۱۲ء سے) پہلے فوت ہو چکے ہوئے ہیں پیچھے ان کے مولوی نور الدین، محمد احسن امروہی، خواجہ کمال الدین، مرزا محمود احمد، وغیرہ اب تک زندہ ہیں۔ تو کیا مرزائیوں کے نزدیک یہ مرزا جی سے افضل ہیں؟ ہرگز نہیں۔

ب: آنحضرت ﷺ کے ارتحال کے بعد خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زندہ رہے۔ تو کیا ان کی فضیلت آنحضرت ﷺ پر متصور ہوگی۔ حاشا وکلا۔

ج:۔ کل فرشتے آسمانوں اور زمینوں کے ابتداء سے ہیں۔ جن کا کوئی حساب وشمار سالوں کا نہیں ہوسکتا۔ اب تک زندہ موجود ہیں۔ اور قیامت تک زندہ رہیں گے۔ تو کیا ان کی فضیلت حضرت خاتم المرسلین ﷺ پر ہوگی ہرگز نہیں۔ علاوہ ازیں اگر مسلمانوں کا یہ اعتقاد ہوتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہی نہ ہوں گے تب تو کوئی فضیلت کی دلیل ہوسکتی تھی۔ لیکن مسلمانوں کا عقیدہ تو یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت آسمان پر زندہ ہیں۔ اور قریب قیامت کے نزول فرما کر بعد قتل دجال ورونق وترقی اسلام کے انتقال فرمائیں گے۔ مسلمان نماز جنازہ پڑھیں گے اور پھر مدینہ منورہ میں حضرت رسول معظم ﷺ کے روضہ مطہرہ میں دفن کیے جائیں گے۔ جن کے لیے اس وقت تک قبر کی جگہ خالی پڑی ہے۔ پس ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت رسول اکرم ﷺ پر فضیلت نہیں ہے البتہ مرزائی لوگ مرزاجی کی فضیلت حضرت رسول ﷺ پر ثابت کرتے ہیں جیسے کہ اوپر عرض کیا گیا ہے۔

آٹھواں دھوکا

قولہ:۔ حضرت مسیح پر حملہ ہوتا ہے۔ کہ خدا نے تو انہیں فرمایا تھا کہ جب تک زندہ ہو زکوٰۃ دیتے رہنا۔ اب ۱۹۰۰ سال سے آسمان پر پناہ گزین ہو کر اس حکم کو ٹال رہے ہیں۔

(بلاغ مصفی ص۳)

اقول: الف:۔ یہ دھوکا نہایت استہزاء اور جہالت کے ساتھ دیا جاتا ہے۔ جس زکوٰۃ کے ادا کرنیکا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اقرار فرماتے ہیں۔ یعنی ﴿وَاَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا﴾ یعنی میں جب تک زندہ ہوں نماز اور زکوٰۃ ادا کرتا رہوں گا وہ نماز فرشتوں کی سی نماز ہے۔ اور وہ زکوٰۃ فرشتوں کی سی زکوٰۃ ہے۔ یہ زکوٰۃ پاکیزہ رہنا ہے جیسا کہ کتب لغت اور قرآن کریم سے واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں ﴿وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَکٰوۃً﴾ یعنی ہم نے (حضرت یحییٰ علیہ السلام) کو نرم دلی اور پاکیزگی عنایت کی ہے۔ دیکھئے یہاں قرآن شریف میں زکوٰۃ کے معنی پاکیزگی کے کئے ہیں۔ زکوٰۃ مالی کے نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں خداوند کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے لفظ خاص زکی کا فرمایا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿لِاَھَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا﴾ (یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام سے کہا) کہ میں خدا کے حکم سے تمہارے پاس آیا ہوں تاکہ تجھے ایک لڑکا پاکیزہ بخشوں۔ پس یہاں زکوٰۃ سے مراد پاکیزہ رہنے کے ہیں۔ اس واسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے زکی فرمایا۔

ب:۔ زکوٰۃ مالی کا دینا ہر انسان مالک نصاب پر جو زمین پر ہیں، فرض ہے۔ لیکن جو مخلوق آسمانوں پر ہے ان پر فرض نہیں۔ ورنہ مرزائی دکھلائیں کہ فرشتے جو آسمانوں پر ہیں ان پر بھی زکوٰۃ فرض ہے؟ اور کس حساب سے وہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ ہاں ان کی نماز اور عبادت تسبیح وتہلیل اور ذکر الٰہی ہے۔ اور ان کی زکوٰۃ پاکیزگی ہے۔

ج:۔ تمام مسلمان جانتے ہیں کہ جب تک کوئی شخص مالک نصاب نہ ہو۔ جس کی شرع میں تعداد مقرر ہے۔ تب تک اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ کیا کوئی مرزائی یہ بات ثابت کرسکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوتے ہی مالک نصاب تھے۔ اور جب تک زمین پر تشریف فرما رہے تھے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت مشہور عام ہے کہ وہ پانی پینے کے لئے مٹی کا پیالہ بھی اپنے پاس نہیں رکھتے تھے) ہے کوئی اپنے باپ کا بیٹا فدائی مرزائی جو اس بات کو ثابت کرے۔ ہرگز ثابت نہیں کرسکے گا۔ ﴿وَلَوْ کَانَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ ظَھِیْرًا﴾

نواں دھوکا

قولہ: (۴) امت مرحومہ کی بے عزتی ہوتی ہے۔ کہ یہود کی طرح خراب تو یہ ہوگئے۔ اور ان کی اصلاح کے واسطے ان میں سے ایک فرد بھی لائق نہ نکلا۔ (بلفظہ، ص۹۔)

اقول: امت مرحومہ کی اس میں کیا بے عزتی ہے کہ ایک اولوالعزم پیغمبر علیہ السلام اس امت مرحومہ میں امت ہوکر داخل ہوتے ہیں۔ یہ تو امت مرحومہ کی نہایت توقیر اور اعلیٰ درجہ کی عزت ہے۔ مگر افسوس مرزائی دھوکے باز کو بے عزتی نظر آرہی ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ ’’ولو کان موسیٰ حی ما وسعه الا ان یتبعنی‘‘ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری ہی اتباع کرتے۔ یہ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا تھا۔ جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ توریت پڑھ رہے تھے۔ پس جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ تو ان کو بھی سوا اتباع حضرت خاتم النبیین ﷺ کے کوئی چارہ نہیں ہے۔ نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے امت مرحومہ میں داخل کرے۔ اور یہ دعا قبول ہوچکی ہوئی ہے پس امت مرحومہ میں داخل ہونا عین عزت ہے۔ البتہ مرزائیوں کی بے عزتی ضرور ہے کیونکہ وہ امت مرحومہ میں داخل نہیں ہیں۔ وہ مرزاجی کی امت ہیں۔ حضرت رسول اکرم ﷺ کی امت میں ایسے ایسے لائق اور فائق مکمل واکمل خلفاء راشدین جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین، وتبع تابعین، آئمہ مجتہدین ومحدثین، علمائے فہام، وصوفیائے عظام، وسلاطین انام اس امت مرحومہ میں گزرے ہیں۔ کہ جن کے حالات سے کتب سیر وتواریخ مملو ہیں۔ ان کا مصلح امت مرحومہ ہونا مسلمہ ومقبولہ کافہ انام ہے۔ اور اس وقت بھی علماء جید اور صوفیاء مؤیدین متین ابقاہم اللہ تعالیٰ موجود ہیں۔ جو مخالفین ومعاندین رسول اکرم ﷺ کی بیخ کنی کررہے ہیں۔ اور اسی طرح

قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ وحضرت مسیح علیہ السلام قرب قیامت میں کامل اصلاح فرمائیں گے۔ اور حشراتی مذاہب کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیں گے مرزائی دھوکے باز کو شرم کرنی چاہئے۔ ناواقفوں کو ایسے واہی دھوکے نہیں دینے چاہئے۔

دسواں دھوکا

قولہ: اور دوسری امت کا ایک نبی ان کی اصلاح کے واسطے پہلے سے ریزرو رکھنا پڑا۔ تا وقت ضرورت کام آئے۔ (بلفظہ، ص۹۔)

اقول: ہم لکھ چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی امت مرحومہ میں داخل ہیں۔ تو پھر دوسری امت کیسی؟ یہی دھوکا بے علمی کا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ریزرو رکھنے کی ضرورت اس لئے مقدر رکھی گئی ہے کہ دنیا میں نئے نئے فرقے دہریہ ادعاء نبوت کرنے والے امت مرحومہ سے نکل کر نئے پیغمبر کی امت میں داخل ہونے والے، معجزات قرآنی کے انکار کرنے والے، توہینات انبیاء علیہم السلام کرنے والے، بالخصوص انہیں ریزروست نبی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے والے، ان کی حیات الی الآن کے انکار کرکے تمسخر کرنے والے، ان کے معجزات کو مسمریزم کہنے والے، ان کو یوسف نجار کا بیٹا کہنے والے، اور ان پر گندے بہتان لگانے والے، حضرت رسول اکرم ﷺ کی توہین کرنے والے، معراج جسمانی کا انکار کرنے والے، دوزخ وبہشت کا انکار کرنے والے، روح اور فرشتوں کا انکار کرنے والے، وغیرہ وغیرہ۔ جو پیدا ہوگئے ہیں ان کا قلع قمع کریں۔ اس وقت یہ لوگ فرار ہوکر جھاڑیوں، پتھروں، غاروں، قبروں میں جا جا چھپیں گے۔ تب ہر ایک جھاڑی، پتھر، غار، قبر وغیرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آوازیں دے دے کر بتائیں گے کہ یہود مردود یہ چھپا ہے۔ یہاں

ہے، وہاں ہے۔ تب بہت بری ذلتوں کے ساتھ مارے جائیں جہنم رسید ہوں۔ زمین ان
ان غلاظتوں سے پاک ہو جائے۔ یہ ہے حضرت مسیح علیہ السلام کے ریز رو رکھنے کی ضرورت۔
﴿تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ﴾ یہ دس دھوکے مرزائی مشتہر کے پورے ہوگئے۔ جو مسلمانوں
کی آگاہی کے لئے لکھے گئے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سب مسلمانوں کو ان دھوکوں سے
بچائے۔ آمین ثم آمین

اسلام کے چار پیغمبران علیہم السلام کا اس وقت تک زندہ ہونا

میں نے ابتداء ہی میں عرض کیا تھا کہ مرزائی لوگ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی حیات پر
واویلا کرتے ہیں۔ ان کے سوا اور پیغمبران علیہم السلام اس وقت ماہ دسمبر ۱۹۱۲ء زندہ موجود
ہیں۔ تمام کتب تفاسیر وتواریخ وکتب سیر میں درج ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت
عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ موجود ہیں۔ اور حضرت خضر علیہ السلام وحضرت الیاس علیہ السلام
زمین پر زندہ موجود ہیں۔ جو زمین پر ہر دو پیغمبران علیہما السلام زندہ موجود ہیں۔ وہ
آنحضرت خاتم النبیین ﷺ کی امت میں داخل اور تابع شریعت حضور سرور کائنات ﷺ
ہیں۔ اگر دیکھنا چاہو تو کتب تفاسیر سیر وتواریخ دیکھ سکتے ہو۔ لیکن میں دو ایک حوالہ کتب عرض
کرتا ہوں۔ تاکہ مسلمانوں کو مرزائیوں کی دھوکہ بازی معلوم ہو۔ اور مرزائیوں کو مزید ایمان
اور اطمینان کا موقع ملے۔ کتب بھی مقبولہ اور مسلمہ مرزائی صاحبان ہیں۔ تاکہ ان کو انکار کا
بھی موقع نہ رہے۔ وھو ھذا

الف: واما الیوم فالیاس والخضر علیہما السلام علی شریعة نبینا محمد ﷺ
اما بحکم الوفاق او بحکم الاتباع وعلیٰ کل حال فیکون لھما ذالک الا
علی التعریف لا علی طریق النبوة وکذالک عیسیٰ علیہ السلام اذا نزل الی

سبیل الارض لا یحکم فینا الا بشریعة نبینا محمد ﷺ۔

(ملاحظہ الیواقیت والجواہر صفحہ ۱۶۹، سطر ۲۵، مطبوعہ مصر)

یعنی آج (اس وقت) الیاس اور خضر علیہما السلام دونوں ہمارے نبی محمد ﷺ کی
اتباع اور شریعت پر ہیں۔ اور اسی طرح جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نزول فرمائیں
گے۔ تو ہمارے نبی محمد ﷺ کی شریعت کے مطابق عمل درآمد اور حکم کریں گے۔

ب: وفیه ذکر الخضر بفتح خاء. اختلف فی نبوته واسمه بلیا وکنیة
ابو العباس قیل کان فی زمان ابراهیم الخلیل وهو حی موجود الیوم علی
الاکثر والتفق علیه الصوفیة والصلحاء وحکایا تهم فی اجتماعهم معه.

(ملاحظہ مجمع بحار الانوار، جلد اول، صفحہ ۳۵۰، سطر ۲۶)

یعنی حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت میں اختلاف ہے۔ نام ان کا بلیا اور کنیت ان
کی ابو العباس ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے زمانہ میں پیدا ہوئے
تھے۔ اور اب تک زندہ ہیں۔ اکثر ان کی حیات کے قائل ہیں۔ صوفیائے کرام وصلحائے
عظام نے تو ان کی حیات الی الآن پر اتفاق کیا ہے۔ اور ان کی حکایات پر اجتماع ہے۔

یہ تو وہ حوالے مسلمانوں کی کتابوں کے ہیں۔ گو مرزائیوں کی بھی مسلمہ ہیں۔ لیکن
اب ہم خالص مرزاجی اور ان کے خلیفہ نورالدین صاحب کی تحریرات دستخطی حیات ہر چہار
پیغمبران میں نقل کر دیتے ہیں۔ تاکہ دیگر دھوکے باز مرزائیوں کو بھی یقین حاصل ہو۔

وھو ھذا ....

الف: اب ہم صفائی بیان کرنے کے لئے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ بائبل اور ہماری احادیث
اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا

ہے۔ وہ دو نبی ہیں۔ ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔ اور دوسرے مسیح ابن مریم جس کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔ (ملاحظہ مرزا جی کی اپنی کتاب توضیح المرام صفحہ ۳)

ب:۔ جب (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے) انا اعلم کہہ دیا۔ تب غیرت الٰہیہ نے اپنے پیارے بندے سیدنا حضرت خضر علیہ السلام کا انہیں پتہ دیا۔ جب موسیٰ علیہ السلام اس عارف سے ملے تو اس کے سچے علوم اور اسرار تک نہ پہنچے۔ جناب خضر علیہ السلام نے فرمایا۔ ﴿لن تستطیع معی صبرا﴾ (ملاحظہ حکیم نورالدین صاحب کا خط مندرجہ ازالہ اوہام صفحہ ۴۶۰)

ج:۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے ساتھ خضر علیہ السلام کی ملاقات ہوئی۔ مجھے اس وقت ایک قصہ یاد آ گیا۔ جس کو (قلائد الجواہر) میں محمد بن یحییٰ تاذفی نے ارقام فرمایا ہے۔ اس پر غور کرو۔ شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں۔

جاء نی ابو العباس الخضر علیہ السلام...... الخ (ملاحظہ ہو حکیم نورالدین صاحب کا خط مندرجہ ازالہ اوہام طبع ثانی صفحہ ۴۶۰) کہ میرے پاس حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے۔ الخ

لیجئے حضرات! مرزائی دھوکے بازوں کو اب تو ان پر ایمان لانا چاہیئے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ جب اصل ہی اپنے اقراری باتوں پر قائم نہ رہے ہوں۔ تو نقلوں پر کیا شکوہ اور افسوس۔ مگر ہم بطور ناصح خیر خواہی کر کے للہ سمجھاتے ہیں۔ کہ ایسی ایسی دھوکہ بازی اور جہالتوں کو چھوڑ دیں۔ اور اپنی بیماری قلبی کا یہ ایک مختصر معتدل نسخہ کسی نہ کسی طرح گلو کے نیچے اتار لیں۔ تاکہ وہ قلب سقیم پر پہنچ کر کچھ اثر کرے۔ اور شقاوت وقساوت قلبی دور ہو۔ جب تک یہ مرض قلبی دور نہ ہوگی تب تک کوئی بھی عمدہ سے عمدہ غذا اثر نہ کرے گی۔

کیا اچھا کہا کسی بزرگ نے ۔ رباعی

دل میں جاہل کے اثر ناصح کی بات … دوستو کچھ بھی ذرا کرتی نہیں

جب تلک بیمار ہے بیمار کو … کچھ اثر اچھی غذا کرتی نہیں

اب ہم یہ دعا جناب الٰہی میں کرتے ہوئے اس مختصر تحریر کو ختم کرتے ہیں۔ ﴿ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب﴾

مخمس

۱۹۰۵ء میں مرزا صاحب قادیانی نے ایک اشتہار شائع کیا تھا جس کے سرے پر انہوں نے کچھ شعر لکھے تھے۔ خاکسار نے ان اشعار پر ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں تضمین لکھی تھی جو ۱۸/اگست ۱۹۰۵ء کے اخبار اہلحدیث میں چھپ چکی ہے۔ مناسب سمجھتا ہوں کہ یہاں اس تضمین کو نقل کر دیا جائے۔ لہٰذا درج ذیل ہے:

چرا رنجید و بحال تبہ کارے … مثال میرزا وردہر دیگر نیست مکارے
چساں مثل نبی اللہ باشد کفش بردارے … بترسید از خدائے بے نیاز و سخت قہارے
نہ پندارم کہ بدبند خدا ترسے نکوکارے

کلام حق اگر مرزائیاں بادل شنید ندے … تمال پیشگوئیہائے مرزا گر بدید ندے
بکنہ افتراؤ زور مرزا اگر رسید ندے … گراں چیزے کہ من چشم عزیزاں نیز دیدندے
ز مرزا توبہ کردندے بچشم زار و خونبارے

اگر مرزا احکام خداوندی نہ برگردے … خدا اورا دریں دنیا چنیں رسوا چرا کردے
غلط گوید کہ از خوف خدا دارم بدل دردے … مرا باور نمے آید کہ رسوا گردد آں مردے
کہ مے ترسد ازاں یارے کہ ستار ست وغفارے

بدین حق کہ کامل بود پیدا شد نو آئینی … بپا کردی تو اے مرزا بدنیا سخت بیدینی
مگر وقت است اکنوں ہم کہ کنج توبہ بگزینی … بہ تشویش قیامت ماندایں تشویش گر بینی

علاجو نیست بہر دفع آں جز حسن کردارے

عنایت شد رسولاں راز رب العالمین عزت   نیابد دیگرے ہرگز بدنیا ایں چنیں عظمت
نبی خود را چرا گوئی تو اے دہقان تے وقعت   نشائد تا نقش سرزاں جناب عزت وحرمت

کہ گر خواہد کشد در یکدمے چوں کرم بیکارے

الا اے میرزا بنگر کہ ہستی چوں جفا کارے   گراں کردی بہ پشت خود ز جرم ومعصیت بارے
تو میدانی مرا با تو عداوت نیست زنہارے   من از ہمدردیت گویم تو خود ہم فکر کن بارے

خرد از بہر ایں زر است اے دانا و ہشیارے

تمت